اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً وَ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْراً

# حیات سعدی

یعنی شیخ سعدی شیرازی رحمۃاللہعلیہ کی سوانح عمری اور اُن کی تمام نظم و نثر پر جُدا جُدا رِیویو، جس میں شیخ کی ابتدائے عمر سے وفات تک کا حال جس قدر معلوم ہو سکتا تھا ترتیب وار لکھا گیا ہے اور اُن کے کلام کی اصلی خوبیاں واضح طور پر جتائی گئی ہیں اور اُس کا مقابلہ ایران کے بعض نامور شعراء کے کلام سے کیا گیا ہے اور جو فرق شیخ اور دیگر شعرأ کی شاعری میں ہے اُس کو جہاں تک ممکن تھا نہایت روشن بیان میں ظاہر کیا گیا ہے۔

مُرتّبۂ خاکسار الطاف حسین پانی پتی مقیم دھلی متخلّص بہ حالی

۱۸۸۶ء

مطبع انصاری واقع دھلی میں چھپی

حبیب[۱] قاآنی شیرازی کی پریشان ۔ سو اول ہم بہارستان اور خارستان کا ذکر کرتے ہیں ۔ اگرچہ خارستان کو عبارت کی خوبی اور جزالت کے لحاظ سے بہارستان کے ساتھ کچھ نسبت نہیں ہے بلکہ اگر میری رائے غلط نہ ہو تو خارستان کا طریقہ تحریر اکثر جگہ اہل زبان کی روش سے بیگانہ معلوم ہوتا ہے لیکن جب دونوں کو گلستان کے مقابلے میں لایا جاتا ہے تو جس طرح آفتاب کے سامنے چاند اور شمع دونوں کی روشنی کافور ہو جاتی ہے ، اسی طرح بہارستان اور خارستان دونوں کا رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے اور ایک کو دوسری سے بہتر کہنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی ۔ حکایتیں اور روایتیں جو ان دونوں کتابوں میں درج کی گئی ہیں ، وہ فی الحقیقت گلستان کی حکایتوں سے بہت ملتی جلتی ہیں اور زیادہ تر مجد الدین خوافی نے اپنی کتاب کے ابواب بھی اسی طریقے پر مرتب کیے ہیں ، مگر شیخ کے حسن بیان اور لطف ادا سے گلستان نے ایک خاص صورت پیدا کی ہے ، جس کے سبب سے وہ بالکل انوکھی اور نرالی چیز معلوم ہوتی ہے ۔ ہر چند اس قسم کی ہم شکل اور ہم جنس کتابوں میں پورا پورا فرق اور امتیاز کرنا بغیر وجدان صحیح اور ذوق سلیم کے ممکن نہیں ہے ، لیکن چند متحد المضمون فقروں کے مقابلہ کرنے سے کسی نہ کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے کہ کون سا اسلوب بیان زیادہ صاف اور پاکیزہ و دلاویز ہے اور کون سا کم ۔ اس لیے چند ایسی مثالیں جو نہایت دقت اور جستجو سے بہم پہنچی ہیں اس مقام پر نقل کی جاتی ہیں ۔

---

۱ - یہ شخص زمانۂ حال کا ایک نہایت مسلم اور مقبول شاعر ہے جس کو اہل ایران خاتم الشعراء سمجھتے ہیں ۔ اس کی وفات کو چالیس برس سے زیادہ نہیں گزرے ۔

تراوش کرتا ہے ایسا اور کسی سے بن نہیں آیا ۔ لیکن مثنوی میں مطلقاً فردوسی کو سب سے افضل قرار دینا ٹھیک نہیں ہے ۔ ہمارے نزدیک جس طرح طعن و ضرب اور جنگ و حرب کا بیان فردوسی پر ختم ہے ، اسی طرح اخلاق ، نصیحت و پند ، عشق و جوانی ، ظرافت و مزاح ، زھد و ریا وغیرہ کا بیان شیخ پر ختم ہے ۔ شاھنامہ میں جہاں کہیں فردوسی کو بہادری اور رزم کے سوا کوئی اور بیان کرنا پڑتا ہے ، وھاں اس کے کلام میں وہ خوبی اور لطافت نہیں پائی جاتی ۔ یہی سبب ہے کہ اس کی عشقیہ مثنوی یوسف و زلیخا اس قدر مقبول نہیں ہوئی جس قدر شاھنامہ مقبول ھوا ہے ۔ شیخ نے بوستان میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے میرے کلام کی بہت سی تعریف کرنے کے بعد مجھ پر یہ اعتراض کیا کہ اس کو بہادری اور رزم کا بیان کرنا ویسا نہیں آتا جیسا اور لوگوں کو آتا ہے ۔ یہ قصہ نقل کر کے شیخ صاحب فرماتے ھیں کہ ''ھم کو لڑائی کا خیال ھی نہیں ہے ورنہ ھم کسی بیان سے عاجز نہیں ھیں ۔ ممکن ہے کہ میں اپنی تیغ زبان کو میان سے نکال کر تمام دفتر شعر و سخن پر قلم پھیر دوں '' ۔ اس کے بعد ایک حکایت شاطر صفاھانی کی جنگ تاتار کے ذکر میں لکھی ہے جس سے اپنا رزمیّہ بیان دکھانا مقصود ہے ۔ اگرچہ شیخ کی شیریں زبانی اور فصاحت سے انکار نہیں ھو سکتا ، لیکن شاھنامہ کی نظم کے سامنے اس کا رنگ جمنا مشکل معلوم ھوتا ہے ۔

اصل یہ ہے کہ تمام محسوسات اور وجدانیات کے مرغوب و نامرغوب ہونے میں الف و عادت کو بڑا دخل ہے ۔ مرچ جس قدر عام ھندوستانیوں کو عادت مستمرہ کی وجہ سے مرغوب ہے ، اسی قدر اکثر غیر ممالک والوں کو خلاف عادت ھونے کے سبب نامرغوب ہے ۔ اکثر عطر ھم کو خوشگوار اور غیر ملک والوں کو سخت ناگوار معلوم ھوتے ھیں ۔ اسی طرح لطف شعر جو کہ ایک وجدانی

اور ان کے ہم مضمون اشعار سکندر نامہ کے اس مقام پر نقل کیے جاتے ہیں :—

| بوستاں | سکندر نامہ |
|---|---|
| دو لشکر بہم بر زدند از کمیں | دو لشکر چوں مور و ملخ تاختند |
| تو گفتی زدند آسماں بر زمیں | نبردِ جہاں در جہاں ساختند |
| ز باریدنِ تیر ہمچوں تگرگ | بشمشیرِ پولاد و تیرِ خدنگ |
| بہر گوشہ برخاست طوفانِ مرگ | گزرگاہ بر مور کردند تنگ |
| بصیدِ ہژ بران پرخاش ساز | کمند اژدہاے مسلسل شکنج |
| کمند اژدہائے دہن کردہ باز | دہن باز کردہ بتاراج گنج |
| زمیں آسماں شد ز گردِ کبود | زمیں کو بساطے بُد آراستہ |
| چو انجم در و برق شمشیر و خود | غبارے شد از جائے برخاستہ |
| چو ابر اسپِ تازی بر انگیختم | بر انگیخت رزمے چو بارندہ میغ |
| چو باراں پلارک فرو ریختم | تگرگش ز پیکان و باراں ز تیغ |

مگر حق یہ ہے کہ ایک دو حکایت کے ملا دینے سے مساوات اور برابری کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ۔ رزم میں فردوسی اپنی جگہ اور نظامی اپنی جگہ فی الحقیقت اپنا مثل نہیں رکھتے ۔

شیخ علی حزین نے جس کو ہندوستان میں خاتم الشعرا سمجھتے ہیں ، بیس بائیس صفحے کی ایک مثنوی جس کا نام خرابات ہے ، بوستاں کی طرز میں لکھی ہے ، اور اپنی عادت کے موافق اس پر بہت کچھ افتخار کیا ہے ۔ چنانچہ مثنوی کے خاتمہ میں فرماتے ہیں :—

سخن سنج اگر ہست ہشیار مغز کند قوتِ جاں ایں گہرہائے نغز